الامام شیخ الاسلام ابی یعلی کی شہرہ آفاق کتاب مسند ابی یعلی الموصلی کی احادیث
کی نئی ترتیب کے ساتھ مرتبہ آسان سلیس اردو ترجمہ مع تخریج

مُسنَد
ابو یعلی الموصلیؒ

3

مصنف:

الامام الھمام شیخ الاسلام ابی یعلی احمد بن علی بن المثنی الموصلی
المتوفی سنۃ ۳۰۷ھ

مُترجم غلام دستگیر چشتی سیالکوٹی
مدرس جامعہ رسولیہ شیرازیہ رضویہ بلال گنج لاہور

پروگریسو بکس

الامام الہمام شیخ الاسلام أبی یعلی کی شہرہ آفاق کتاب مُسند أبی یعلی الموصلی کی احادیث
کا فقہی ترتیب سے پہلی مرتبہ آسان سلیس اُردو ترجمہ بمع تخریج

مُسند أبی یعلی الموصلیؒ

جلد سوم

مصنف:

الامام الہمام شیخ الاسلام ابی یعلی احمد بن علی بن المثنی الموصلی
المتوفی سنۃ ۳۰۷ھ

مترجم

غلام دستگیر چشتی سیالکوٹی

مدرس جامعہ رسولیہ شیرازیہ رضویہ بلال گنج لاہور

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ
اُردو بازار ○ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795
پروگریسو بکس

مُسنَد أبی یعلی الموصلیؒ

مصنف:
الامام الہمام شیخ الاسلام ابی یعلی احمد بن علی بن المثنی الموصلی
المتوفی سنۃ ۳۰۷ ھ

مترجم
غلام دستگیر چشتی سیالکوٹی
مدرس جامعہ رضویہ [illegible] لاہور

جلد سوم

بار اول	ستمبر 2016
پرنٹرز	آصف صدیق، پرنٹرز
سرورق	النافع گرافکس
تعداد	1100/-
ناشر	چوہدری غلام رسول۔ میاں جواد رسول میاں شہزاد رسول
قیمت	=/ روپے

ملنے کے پتے

ملت پبلی کیشنز
فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo.com

اسلام بک ڈپو
۱۲۔ گنج بخش روڈ لاہور فون 042-37112941 0323-8836776

شوروم ملت پبلی کیشنز دوکان نمبر 5- مکہ سنٹر نیو اردو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ۰ غزنی سٹریٹ
اُردو بازار ۰ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَقَدْ أُوذِيتُ فِي اللّٰهِ وَمَا يُؤْذَى أَحَدٌ، وَلَقَدْ أُخِفْتُ فِي اللّٰهِ وَمَا يَخَافُ أَحَدٌ، وَلَقَدْ أَتَتْ عَلَيَّ ثَلَاثَةٌ مِنْ بَيْنِ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ مَا لِي وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ إِلَّا مَا وَارَاهُ إِبْطُ بِلَالٍ

حضور ﷺ نے فرمایا: مجھے اللہ کی راہ میں بہت زیادہ تکلیفیں دی گئی ہیں، اتنی تکلیفیں کسی کو نہیں دی گئی۔ مجھے اللہ کے راستہ میں ڈرایا گیا اتنا کسی کو نہیں ڈرایا گیا۔ مجھ پر تین دن و راتیں آئیں میرے اور بلال کے پاس کھانے کے لیے پتوں کے علاوہ اور کوئی شی نہیں تھی۔

3411 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ الضَّرِيرُ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُهَادَى بَيْنَ ابْنَيْهِ فَقَالَ: مَا لَهُ؟ قَالُوا: إِنَّهُ نَذَرَ أَنْ يَحُجَّ مَاشِيًا . قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنْ مَشْيِ هَذَا، فَلْيَرْكَبْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا وہ اپنے دو بیٹوں کے درمیان چل رہا تھا، حضور ﷺ نے فرمایا: اس کو کیا ہوا ہے؟ اس کے اصحاب نے عرض کی: اس نے پیدل چلنے کی نذر مانی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ایسی نذر سے بے پرواہ ہے، اس کو چاہیے کہ سوار ہو۔

3412 - حَدَّثَنَا أَبُو الْجَهْمِ الْأَزْرَقُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا الْمُسْتَلِمُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

وفى جلد3صفحه286 قال: حدثنا عفان .

3411- أخرجه أحمد جلد 3صفحه106 قال: حدثنا ابن عدى . وأخرجه أحمد جلد 3صفحه183,114 . والبخارى جلد8صفحه177 .

3412- الحديث فى المقصد العلى برقم: 1239 . أخرجه البزار رقم الحديث: 256 . والبيهقى فى حياة الأنبياء صفحه3 . وأخرجه أبو نعيم فى أخبار أصبهان جلد2صفحه38 .

صحت الحدیث عند الائمہ والمحدثین

(۲) امام نورالدین علی بن ابی بکر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"رواه ابو يعلى والبزار ورجال ابو يعلى ثقات" .

اس (حدیث مبارک) کو ابویعلیٰ اور بزار نے روایت کیا اور (مسند) ابویعلیٰ کے تمام رجال ثقہ ہیں۔

(مجمع الزوائد جلد 8 صفحہ 386، تحت رقم الحدیث: 13812)

(۲) امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وصححه البيهقي" .

اور امام بیہقی نے اسے (حدیث مبارکہ کو) صحیح کہا ہے۔ (فتح الباری للعسقلانی جلد 6 صفحہ 486، تحت رقم الحدیث: 3257)

(۳) امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وروى فيه باسناد صحيح عن انس مرفوعًا الانبياء احياء في قبورهم" .

(شرح زرقانی علیٰ مؤطا، باب صفۃ عیسیٰ ابن مریم، جلد 4 صفحہ 357)

(۴) امام عبدالرؤف مناوی فرماتے ہیں:

"وهو حديث صحيح" .

(یہ حدیث صحیح ہے)۔ (فیض القدیر للمناوی جلد 2 صفحہ 211، تحت رقم الحدیث: 3081)

(۵) امام ابن النجار البغدادی فرماتے ہیں:

"قال البيهقي هذا حديث صحيح" .

امام بیہقی فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

(ذیل تاریخ بغداد لابن النجار، ترجمہ الفضل بن الحسن بن اسماعیل الطبری، رقم: 1334، جلد 3 صفحہ 511)

(٦) ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وصح خبر الانبياء احياء في قبورهم يصلون" .

انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں، یہ حدیث صحیح ہے۔ (مرقات المفاتیح باب الجمعۃ، جلد 5 صفحہ 39)

(۷) امام سمہودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”رواہ ابُو یعلٰی برجال ثقات“ ۔

امام ابویعلیٰ نے اسے (اپنی مسند میں) ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے۔

(خلاصۃ الوفاء باخبار دار المصطفیٰ، الباب الاول فی فضل الزیارۃ، جلد **1** صفحہ **43**)

(۸) امام ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث مبارکہ کی صحت کو تسلیم کیا ہے۔

(ملاحظہ ہو: البدر المنیر تحت الحدیث السادس بعد الخمسین، جلد **5** صفحہ **283**)

(۹) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع صغیر میں حدیث مبارکہ نقل کرنے کے بعد ”ح“ یعنی حسن لکھا ہے۔

(الجامع الصغیر صفحہ **275**، تحت رقم الحدیث: **3089**)

(۱۰) امام ابوالحسن علی بن محمد بن العراق الکنانی فرماتے ہیں:

(قلت) منها حديث انس الانبياء احياء فی قبورهم يصلون اخرجه من طرق وصححه من بعضها والله اعلم ۔

میں کہتا ہوں کہ ان احادیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ والی حدیث مبارکہ بھی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور اس کی کئی سندیں ہیں اور ان میں سے بعض سندیں صحیح ہیں اور اللہ زیادہ علم رکھنے والا ہے۔ (تنزیہ الشریعۃ المرفوعہ جلد **1** صفحہ **335**، تحت رقم الحدیث: **22**)

(۱۱) امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”بل الثابت فی الاحاديث الكثيرة الصحيحة أن الانبياء احياء فی قبورهم يصلون“ ۔

لیکن احادیث کثیرہ صحیحہ سے ثابت ہے، انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

(تحفۃ المحتاج بشرح المنہاج جلد **2** صفحہ **227**)

اور امام ابن حجر مکی (المتوفی **974** ہجری) رحمۃ اللہ علیہ ہی اپنی کتاب الجوہر المنظم فی زیارۃ القبر الشریف میں فرماتے ہیں:

”وبالحديث الصحيح الانبياء احياء فی قبورهم يصلون“ ۔

اور صحیح حدیث میں ہے کہ انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

(۱۲) امام علی بن احمد العزیزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وهو حديث صحيح".

یہ حدیث صحیح ہے۔ (السراج المنیر شرح الجامع الصغیر جلد **2** صفحہ **356**)

(۱۳) امام محمد بن عبد الرحمٰن السخاوی (المتوفی **903** ہجری) فرماتے ہیں:

"الانبياء احياء في قبورهم يصلون..........وصححه البيهقي".

انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں..........امام بیہقی نے اس حدیث مبارکہ کو صحیح کہا ہے۔

(القول البدیع' الباب الرابع فی تبلیغہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام من یسلم علیہ وردہ السلام' صفحہ **164**)

(۱۴) محدث الہند شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

امام ابویعلیٰ ثقہ راویوں کے واسطہ سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

(مدارج النبوت جلد **2** صفحہ **516** مترجم)

(۱۵) امام محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اور صحیح حدیث کے ساتھ استدلال کیا ہے کہ انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

(سعادۃ الدارین صفحہ **281** مترجم)

(۱۶) مفتی عالم اسلام محافظ ناموسِ رسالت وصحابہ واہل بیت' امام اہل سنت مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث مبارکہ کو صحیح فرمایا ہے۔ (ملاحظہ ہو: فتاویٰ رضویہ)

(۱۷) عرب کے مشہور عالم امام محمد بن علوی المالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وبالحديث الصحيح الانبياء احياء في قبورهم يصلون.

(امام بیہقی نے) اس صحیح حدیث سے استدلال کیا کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

(شفاء الفواد بزیارۃ خیر العباد صفحہ **140**)

(۱۸) شیخ محمود سعید ممدوح فرماتے ہیں:

حدیث صحیح میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: انبیاء کرام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

(زیارت روضہ رسول ترجمہ رفع المنارہ صفحہ **38**، مطبوعہ لاہور)

(۱۹) محمد شمس الحق عظیم آبادی فرماتے ہیں:

"وقد ثبت فی الحدیث الانبیاء احیاء فی قبورھم رواہ المنذری وصححه البیھقی" .

اور بے شک حدیث سے ثابت ہے کہ انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں، اسے منذری نے روایت کیا ہے اور بیہقی نے صحیح کہا ہے۔ (عون المعبود شرح سنن ابو داؤد، باب فضل یوم الجمعۃ، جلد **3** صفحہ **261**)

(۲۰) محمد بن علی بن محمد الشوکانی فرماتے ہیں:

"لانه صلی اللہ علیه وسلم حیی فی قبرہ وروحه لا تفارقه لما صح أن الانبیاء احیاء فی قبورھم کذا قال ابن الملقن وغیرہ" .

کیونکہ آپ ﷺ اپنی قبر میں حیات ہیں اور آپ کی روح مبارک آپ سے جدا نہیں کیونکہ حدیث صحیح میں ہے کہ انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں، جیسا کہ محدث ابن الملقن وغیرہ نے کیا ہے۔

(تحفۃ الذاکرین بعدۃ الحصن الحصین صفحہ **42**، طبع دار القلم، بیروت، لبنان)

(۲۱) ناصر الدین البانی فرماتے ہیں:

"اخرجه ابو یعلٰی باسناد جید" . (احکام الجنائز للالبانی صفحہ **229**)

(۲۲) مسند ابو یعلیٰ کے محقق "حسین سلیم اسد" فرماتے ہیں:

"اسنادہ صحیح" . (مسند ابو یعلیٰ جلد **3** صفحہ **311**، تحت رقم الحدیث: **3425**)

(۲۳) محقق العصر، مناظر اسلام حضرت علامہ محمد عباس رضوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے بھی اس حدیث مبارکہ کی صحت ثابت فرمانے کیلئے ناقابل تردید حوالہ جات دیئے ہیں۔ (ملاحظہ ہو: آپ زندہ ہیں واللہ! صفحہ **36** تا **166**)

(۲۴) شیخ بارع عرفان توفیق فرماتے ہیں:

"صحیح" . (کنوز السنۃ النبویۃ، صفحہ **129**، تحت رقم الحدیث: **22**)

توثیق رجال:

(۱) الازرق بن علی بن مسلم الحنفی

(۱) امام ابن حبان نے اپنی کتاب الثقات میں ذکر کیا۔ (کتاب الثقات لابن حبان جلد 5 صفحہ 67، رقم: 12612)

(۲) امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"صدوق یغرب"۔ (تقریب التھذیب لابن حجر جلد 1 صفحہ 72، رقم: 301)

(۳) امام یوسف بن الزکی عبدالرحمٰن ابوالحجاج المزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ذکرہ ابو حاتم بن حبان فی کتاب الثقات وقال یغرب۔ (تہذیب الکمال للمزی جلد 2 صفحہ 301، رقم: 301)

(۴) امام صفی الدین احمد بن عبداللہ الخزرجی الانصاری فرماتے ہیں:

"قال ابن حبان ثقه یغرب"۔ (خلاصۃ تہذیب تہذیب الکمال للخزرجی من اسمہ أزرق صفحہ 54)

(۵) امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث مبارکہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

رواه الطبرانی فی الکبیر والاوسط ورجالهما رجال الصحیح غیر الازرق بن علی وحسان بن ابراهیم وکلاهما ثقة۔ (مجمع الزوائد، باب من أحب أحد فلیعلمہ، جلد 10 صفحہ 501، تحت رقم الحدیث: 18035)

(۶) امام احمد بن ابی بکر بن اسماعیل البوصیری رحمۃ اللہ علیہ "الازرق بن علی" سے مروی ایک حدیث مبارکہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"هذا اسناده رجاله ثقات"۔

(اتحاف الخیرۃ المہرۃ، کتاب النکاح، باب: ما یرقی بہ المریض، جلد 4 صفحہ 467، تحت رقم الحدیث: 3946)

(۷) امام ابوداؤد نے اپنی کتاب "الناسخ والمنسوخ" میں الازرق بن علی سے حدیث لی ہے جیسا کہ امام جمال الدین مزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

روی له ابوداؤد فی "الناسخ والمنسوخ"۔

(تہذیب الکمال من اسمہ الازرق بن علی بن مسلم الحنفی، جلد 2 صفحہ 317، رقم: 301)

اور امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"أن أبا داؤد لا يروى الا عن ثقة" .

(تہذیب التہذیب لابن حجر عسقلانی جلد 2 صفحہ 118' ترجمہ داؤد بن أمیۃ الازدی رقم: 342)

لہٰذا ثابت ہو: ''الازرق بن علی'' امام ابوداؤد کے نزدیک بھی ثقہ ہیں۔

(۸) نیز امام جمال الدین مزی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو (یعنی الازرق بن علی) کو امام ابوزرعہ عبیداللہ بن عبدالکریم الرازی کے شیوخ میں بھی شمار کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: تہذیب الکمال من اسمہ الازرق بن علی بن مسلم الحنفی رقم: 301)

اور امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"فمن عادة أبی زرعة ان لا یحدث الا عن ثقة" .

(لسان المیزان' ترجمہ داؤد بن حماد بن فرافصۃ' جلد 2 صفحہ 305' رقم: 1720)

لہٰذا ثابت ہوا کہ ''الازرق بن علی'' امام ابوزرعہ کے ہاں بھی ثقہ ہیں۔

(۹) امام سمہودی نے زیر بحث حدیث مبارکہ کے تمام رجال کو ثقہ کہا ہے' لہٰذا ثابت ہوا ''الازرق بن علی'' اُن کے نزدیک بھی ثقہ ہیں۔ (ملاحظہ ہو: خلاصۃ الوفاء باخبار دار المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 43)

(۲) یحییٰ بن ابی بکیر قاضی کرمان

(۱) امام عجلی فرماتے ہیں:

"ثقه" . (معرفۃ الثقات للعجلی جلد 2 صفحہ 57' رقم: 1964)

(۲) امام ابن حبان نے اپنی کتاب الثقات میں ذکر کیا۔ (ملاحظہ ہو: کتاب الثقات لابن حبان جلد 8 صفحہ 111' رقم: 16306)

(۳) امام علی بن المدینی فرماتے ہیں:

"ثقه" .

(۴) امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں:

"ثقه" .

(۵) امام ابوحاتم فرماتے ہیں:

"صدوق" . (الجرح والتعدیل جلد 5 صفحہ 133' رقم: 557)

(۶) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"كان كيسا" .

ذہین اور سمجھدار تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ للذہبی جلد **1** صفحہ **385**' رقم: **384**)

(۷) امام شمس الدین ذہبی فرماتے ہیں:

"ثقه" . (الکاشف جلد **1** صفحہ **144**' رقم: **6142**)

(۸) امام ترمذی نے "یحیٰی بن أبی بکیر" سے مروی حدیث مبارکہ کے متعلق فرمایا:

"هذا حديث حسن صحيح غريب" .

(سنن ترمذی' باب ما جاء فی معیشۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واھلہ' جلد **2** صفحہ **580**' رقم: **2359**)

(۹) امام ابوداؤد نے سنن میں کئی احادیث ہیں' امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

"ان ابا داؤد لا يروى الا عن ثقه" . (تہذیب التہذیب لابن حجر عسقلانی' ترجمہ داؤد بن أمیۃ الازدی' جلد **2** صفحہ **118**)

(۱۰) اسی طرح "محمد محی الدین عبد الحمید" محقق سنن ابوداؤد نے "یحیٰی بن ابی بکیر" سے مروی کئی احادیث کو صحیح کہا۔

(ملاحظہ ہو: سنن ابوداؤد' باب: فیما تجتنب المعتدہ فی عدتھا' جلد **1** صفحہ **703**' تحت رقم الحدیث: **2304**)

(۳) مستلم بن سعید الثقفی

(۱) امام ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تاریخ اسماء الثقات" میں ذکر کیا۔

(ملاحظہ ہو: تاریخ اسماء الثقات لابن شاہین جلد **1** صفحہ **55**' رقم: **1378**)

(۲) امام ابن حبان نے اپنی کتاب الثقات میں ذکر فرمایا۔ (ملاحظہ ہو: کتاب الثقات لابن حبان جلد **8** صفحہ **86**' رقم: **15974**)

(۳) امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

"شيخ ثقه" .

(۴) امام یحیٰی بن معین فرماتے ہیں:

"صويلح" .

(۵) امام نسائی فرماتے ہیں:

"لیس به بأس" ۔ (تہذیب الکمال للمزی من اسمہ مستلم بن سعید الثقفی الواسطی' جلد 27 صفحہ 429 'رقم: 5891)

(۶) امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے "مستلم بن سعید" سے مروی حدیث مبارکہ کے متعلق فرمایا:

"هذا حديث صحيح الاسناد" ۔

(۷) اسی طرح امام شمس الدین نے امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی موافقت فرمائی۔

(ملاحظہ ہو: المستدرک للحاکم' کتاب النکاح' جلد 3 صفحہ 176 'رقم الحدیث: 2685)

(۸) امام عراقی رحمۃ اللہ علیہ "مستلم بن سعید" سے مروی سنن ابوداؤد اور سنن نسائی کی حدیث مبارکہ "تزوجو الودود الولود" کے متعلق فرماتے ہیں:

"أخرجه ابوداؤد والنسائي من حديث معقل بن يسار تزوجو الودود......الحديث واسناده صحيح"۔

لہٰذا ثابت ہو: "مستلم بن سعید" امام عراقی کے نزدیک بھی ثقہ ہیں۔

(تخریج احادیث الاحیاء جلد 1 صفحہ 443 'رقم: 1443)

(۹) امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں "مستلم بن سعید" سے احادیث لیں جیسا کہ (تہذیب الکمال للمزی' ترجمہ مستلم بن سعید جلد 27 صفحہ 430) پر (دس) سے ثابت ہے اور امام ابن داؤد بقول امام ابن حجر عسقلانی صرف ثقہ ہی سے روایت لیتے ہیں جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

"ان ابا داؤد لا یروی الا عن ثقه" ۔ (تہذیب التہذیب' من اسمہ داؤد بن امیۃ الازدی جلد 2 صفحہ 118)

(۱۰) شیخ ناصرالدین البانی "مستلم بن سعید" سے مروی سنن ابوداؤد کی حدیث مبارکہ کے متعلق فرماتے ہیں:

"حسن صحیح" ۔

(سنن ابوداؤد بتحقیق ناصرالدین البانی' باب النھی عن ترویج من لم یلد من النساء' جلد 2 صفحہ 175 'تحت رقم: 2052)

(۱۱) سنن ابوداؤد کے محقق "محمد محی الدین عبدالحمید" مستلم بن سعید سے مروی حدیث مبارکہ کے متعلق لکھتے ہیں:

"حسن صحیح" ۔ (سنن ابوداؤد بتحقیق "محمد محی الدین عبدالحمید" جلد 1 صفحہ 625 تحت رقم الحدیث: 2050)

(۱۲) شیخ شعیب الارنؤوط "محقق صحیح ابن حبان" نے بھی مستلم بن سعید سے مروی ایک حدیث مبارکہ کے متعلق فرمایا:

"اسناده قوی" ۔ (صحیح ابن حبان، باب ما جاء فی الفتن، جلد 13 صفحہ 289 تحت رقم الحدیث: 5957)

(۴) حجاج بن أبی زیاد الاسود

(۱) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ثقه" ۔

(۲) امام یحیٰی بن معین فرماتے ہیں:

"ثقه" ۔ (العلل ومعرفۃ الرجال لاحمد، جلد 2 صفحہ 287، رقم: 3892)

(۳) امام ابوداؤد فرماتے ہیں:

"ثقه" ۔ (سؤالات ابی عبداللہ الآجری، جلد 1 صفحہ 427، رقم: 887)

(۴) امام ابن حبان نے اپنی کتاب الثقات میں ذکر فرمایا۔

(ملاحظہ ہو: کتاب الثقات لابن حبان جلد 5 صفحہ 60 رقم: 7370)

(۵) امام ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تاریخ أسماء الثقات لابن شاہین" میں ذکر فرمایا، نیز آپ امام احمد کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ وہ حجاج الاسود کے متعلق فرماتے ہیں:

"ما أری به باسأ" ۔ یعنی میں اُن میں کوئی حرج نہیں دیکھتا۔ (تاریخ اسماء الثقات لابن شاہین صفحہ 12 رقم: 255)

(۶) امام شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، مستدرک للحاکم کی تلخیص میں حجاج بن الاسود سے مروی حدیث مبارکہ:

احبو الفقراء وجالسوهم..........الحدیث

کے متعلق فرماتے ہیں: "صحیح"۔ (المستدرک للحاکم، کتاب الرقاق، جلد 4 صفحہ 368، رقم: 7947)

(۷) امام محمد بن عبداللہ الحاکم النیشاپوری "حجاج بن الاسود" سے مروی ایک حدیث مبارکہ کے متعلق فرماتے ہیں:

"هذا حديث صحیح الاسناد" ۔ (المستدرک للحاکم، کتاب الرقاق، جلد 4 صفحہ 368، تحت رقم الحدیث: 7947)

(۸) امام ابوحاتم فرماتے ہیں:

"صالح الحديث" ۔ (لسان المیزان لابن حجر عسقلانی، جلد 2 صفحہ 128، رقم: 787)

(۹) امام نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی "مجمع الزوائد" میں زیر بحث حدیث مبارکہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"ورجال ابو یعلی ثقات" ۔

لہٰذا حجاج بن الاسود امام ہیثمی کے نزدیک ثقات میں سے ہیں۔

(مجمع الزوائد جلد 8 صفحہ 386 'تحت رقم الحدیث: 13812)

(۱۰) امام ابن الملقن سراج الدین ابوحفص عمر بن علی بن احمد الشافعی المصری (المتوفی 804 ہجری) زیر بحث حدیث مبارکہ کے رجال کے متعلق فرماتے ہیں:

"کلهم ثقات" ۔ (البدر المنیر لابن الملقن فی تخریج الاحادیث والاثار الواقعۃ فی الشرح الکبیر جلد 5 صفحہ 285)

لہٰذا حجاج بن الاسود امام ابن الملقن کے نزدیک بھی ثقات سے ہیں۔

(۱۱) مسند ابی یعلیٰ کے محقق زیر بحث حدیث مبارکہ کے متعلق فرماتے ہیں:

"اسناده صحيح" ۔ (مسند ابو یعلیٰ جلد 3 صفحہ 311 'تحت رقم الحدیث: 3425)

لہٰذا ثابت ہوا کہ حجاج بن الاسود مسند ابو یعلیٰ کے محقق ''حسین سلیم اسد'' کے نزدیک بھی ثقہ ہیں۔

(۱۲) شیخ ناصر الدین البانی نے بھی زیر بحث حدیث مبارکہ کے متعلق فرمایا:

"اخرجه ابو يعلى باسناد جيد" ۔ (احکام الجنائز صفحہ 229)

لہٰذا ''حجاج بن الاسود'' ناصر الدین البانی کے نزدیک بھی ثقات سے ہیں۔

(۱۳) امام سمہودی رحمۃ اللہ علیہ بھی زیر بحث حدیث مبارکہ کے رجال کے متعلق فرماتے ہیں:

"رواه ابو يعلى برجال ثقات" ۔

لہٰذا حجاج بن الاسود امام سمہودی کے نزدیک بھی ثقات سے ہیں۔ (خلاصۃ الوفاء الباب الاول جلد 1 صفحہ 43)

(۵) ثابت بن اسلم البنانی

(۱) امام احمد بن حنبل آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

"ثقه" ۔ (العلل ومعرفۃ الرجال لاحمد جلد 3 صفحہ 43 'رقم: 4348)

(۲) امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں:

"ثقه" ۔

(۳) امام ابوحاتم فرماتے ہیں:

"ثقه صدوق" ۔ (الجرح والتعدیل جلد 10 صفحہ 450' رقم:1805)

(۴) امام ابن حبان نے اپنی کتاب الثقات میں ذکر فرمایا' ملاحظہ ہو (کتاب الثقات لابن حبان جلد 3 صفحہ 25' رقم:1960)

(۵) امام احمد بن عبداللہ العجلی فرماتے ہیں:

"ثقه رجل صالح" ۔

(٦) امام نسائی فرماتے ہیں:

"ثقه" ۔ (تہذیب الکمال للمزی جلد 4 صفحہ 347' رقم:811)

(۷) امام شمس الدین ذہبی آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

"وكان رأسا فی العلم والعمل" ۔

آپ علم اور عمل کی بنیاد تھے۔ (الکاشف للذہبی جلد 2 صفحہ 38' رقم:681)

(۸) امام ابن شاہین نے آپ کا تذکرہ "تاریخ اسماء الثقات" میں فرمایا۔ (تاریخ اسماء الثقات لابن شاہین صفحہ 8' رقم:144)

(۹) امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

"ثقه عابد" ۔ (تہذیب التہذیب جلد 1 صفحہ 143 رقم:812)

(۱۰) یاد رہے کہ ثابت البنانی' امام بخاری اور امام مسلم کے شیوخ میں سے ہیں۔

اصول الحدیث کی روشنی میں زیر بحث حدیث مبارکہ بالکل "صحیح" ہے اور اس کے تمام رجال ثقہ اور سند متصل ہے' باوجود اس کے کہ اتمامِ حجت کیلئے مذکورہ بالا حدیث مبارکہ کے شواہدات ذیل میں پیش خدمت ہیں تا کہ بات زیادہ پختہ اور واضح ہوجائے۔

شاہد نمبر:۱

اخبرنا ابو خليفة حدثنا مسدد حدثنا عيسٰى بن يونس عن سليمان التيمى عن انس بن مالك قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

مررت ليلة أسرى بى على موسٰى عليه السلام يصلي فى قبره ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر سے گزرا وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

''شیخ شعیب الارنؤوط مذکورہ بالا سند کے متعلق فرماتے ہیں:''اسناده صحیح علیٰ شرط البخاری''۔

(صحیح ابن حبان' کتاب الاسراء' جلد **1** صفحہ **241**' رقم: **49**)

شاہد نمبر:۲

حدثنا محمود بن محمد نا محمد بن حرب نا صلة بن سليمان عن عوف عن ابی نضرة عن أبی سعيد أن النبی صلی اللّٰه عليه وسلم قال ليلة أسری بی مررت بموسیٰ وهو قائم يصلی فی قبره عند الكثيب الاحمر .

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ اللہ نے فرمایا: معراج کی رات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر جو کہ سرخ ٹیلے کے پاس ہے' سے گزرا تو آپ قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

(المعجم الاوسط' باب من اسمہ محمود' جلد **8** صفحہ **13**' رقم: **7806**)

شاہد نمبر:۳

حدثنا الحسن بن يحيیٰ وابراهيم بن المعتمر قال حدثنا عمر بن حبيب عم سليمان التيمی عن انس عن أبی هريرة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم رأيت موسیٰ يصلی فی قبره ليلة أسری بی .

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔ (مسند البزار' مسند أبی هريرة' جلد **2** صفحہ **371**' رقم: **7616**)

شاہد نمبر:۴

ثنا عيسٰی بن هشام حدثنی ابو احمد المغيره بن عبد الرحمٰن الحرانی ثنا فياض بن محمد الرقی ثنا الغفاری عن ابی جريج عن عمرو بن دينار عن ابن عباس: أن النبی صلی اللّٰه عليه وسلم مر علیٰ موسیٰ وهو قائم يصلی فی قبره . (اخبار اصبہانی لابی نعیم' من اسمہ عبدالرحمٰن' جلد **7** صفحہ **288**' رقم: **40622**)

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بسند صحیح ثابت ہے کہ ''انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں'' اور پھر معراج کی رات آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا مشاہدہ بیان فرما کر انبیاء علیہم السلام کی حیاتِ برزخی پر مہر ثبت فرما دی، ممکن ہے کہ آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا مشاہدہ اس حکمت کے تحت بھی بیان فرمایا ہو کہ:

''لیس الخبر کالمعاینة'' .

خبر دیکھنے کی طرح نہیں ہے۔ (الحدیث)

(مستدرک للحاکم، تفسیر سورۃ الاعراف، جلد 2 صفحہ 351، رقم: 3250) (صحیح ابن حبان، باب: بدء الخلق، جلد 3 صفحہ 96، رقم: 6213) (مجمع الزوائد للہیثمی، باب فی الخبر، جلد 1 صفحہ 383، رقم: 688) وقال رجالہ ثقات

شاہد نمبر: ۵

عن یوسف بن عطیة قال سمعت ثابت البنانی رحمة اللّٰه علیه یقول لحمید الطویل هل بلغك ان احدًا یصلی فی قبره الا الانبیاء قال لا قال ثابت اللّٰهم ان اذنت لاحد ان یصلی فی قبره فاذن لثابت ان یصلی فی قبره .

(ترجمہ:) حضرت یوسف بن عطیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ثابت سے سنا کہ اُنہوں نے حمید الطّویل سے فرمایا کہ اے ابوعبید! کیا تمہیں کوئی ایسی حدیث پہنچی ہے کہ حضرات انبیاء کرام کے علاوہ کوئی شخص قبر میں نماز پڑھتا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں! تو حضرت ثابت نے دعا مانگی: اے اللہ! اگر کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی توفیق و اجازت دیتا ہے تو ثابت کو اجازت عطا فرما کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھے۔ (حلیۃ الاولیاء لابی نعیم، ترجمہ ثابت البنانی، جلد 1 صفحہ 354)

امام شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

امام حماد بن سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ان هذه الدعوة استجیبت و انه رُئِیَ بعد موته یصلی فی قبره .

ان کی (ثابت البنانی رضی اللہ عنہ) کی دعا قبول ہوئی اور آپ کو بعد از وصال دیکھا گیا کہ آپ قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ (سیر اعلام النبلاء ترجمہ ثابت بن اسلم، جلد 5 صفحہ 222)

تصریحات آئمہ ومحدثین

(۱) امام عبدالرؤف المناوی المصری فرماتے ہیں کہ:

"الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون لانهم کالشهداء بل افضل والشهداء احیاء عند ربهم وفائدة لیست بظاهرة عندنا وهما کالملئکة وکذا الانبیاء ولهذا کانت الانبیاء لا تورث ۔

(ترجمہ:) انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں کیونکہ وہ شہداء کی طرح بلکہ ان سے بہت افضل ہیں' یہاں اپنے رب کے ہاں کی قید کا یہ فائدہ ہے کہ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ ان شہداء کی زندگی ہمارے پاس ظاہر نہیں ہے اور وہ شہداء ملائکۃ کی طرح ہیں جیسا کہ حضرات انبیاء کرام (کیونکہ فرشتے بھی حیات ہیں لیکن ہماری نظروں سے اوجھل ہیں' اسی طرح انبیاء ہیں' اسی لیے انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔

(فیض القدیر للمناوی جلد **3** صفحہ **184**' تحت رقم الحدیث: **3089**)

(۲) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ' انبیاء علیہم السلام کی حیاتِ برزخی کے متعلق فرماتے ہیں:

"انهم احیاء فی قبورهم یصلون" ۔

(انبیاء) اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ (شرح سنن النسائی للسیوطی' کتاب قیام اللیل وتطوع جلد **2** صفحہ **371**)

(۳) امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لأن الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون ۔

کیونکہ انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ (مرقات المفاتیح' باب الایمان بالقدر' جلد **1** صفحہ **343**)

(۴) امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

بل الثابت فی الاحادیث الکثیرة الصحیحة أن الانبیاء أحیاء فیی قبورهم یصلون ۔

لیکن کثیر صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں۔

(تحفۃ المحتاج بشرح المنہاج' جلد **2** صفحہ **227**)

(۵) امام سلیمان الجمل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

لأن اللّٰه تعالیٰ حرم علی الارض أکل اجسادهم ولانهم أحیاء فی قبورهم یصلون ۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (انبیاء علیہم السلام) کے اجسام مٹی پر کھانا حرام کر دیئے ہیں کیونکہ وہ اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ (حاشیۃ الجمل علی المنہج لشیخ الاسلام زکریا الانصاری، باب صفۃ الصلاۃ جلد 2 صفحہ 510)

(٦) فتاویٰ الرملی میں ہے کہ:

"أما الانبیاء فلانهم احیاء فی قبورهم یصلون ویحجون کما وردت به الاخبار" .

پس انبیاء کیونکہ اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نماز و حج ادا کرتے ہیں جیسا کہ اخبار (احادیث) میں وارد ہوا ہے۔

(فتاویٰ الرملی، باب تفضیل البشر علی الملائکۃ، جلد 2 صفحہ 317)

(٧) امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون" .

انبیاء اپنی قبور میں حیات ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ (کتاب الکلیات لابی البقاء الکفوی، فصل الحاء، جلد 1 صفحہ 670)

(٨) شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز بن الحارث تمیمی، امام احمد بن حنبل کا قول نقل فرماتے ہیں کہ:

"ان الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون" .

بے شک انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں۔ (اعتقاد الامام ابن حنبل صفحہ 303)

(٩) امام بدرالدین زرکشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وهو حیی فی قبره یصلی فیه باذان واقامة بانه صلی اللّٰه علیه وسلم سراج کما قال اللّٰه تعالیٰ وسراجًا منیرًا .

آپ ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور اذان واقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں کیونکہ آپ ﷺ سورج ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو سراجاً منیراً کہا ہے۔ (زرقانی علی المواہب جلد 5 صفحہ 395)

(١٠) شیخ محمد احمد الشوبری الشافعی (المتوفی 1069 ہجری) فرماتے ہیں:

"وکرامات الاولیاء لا تنقطع بموتهم اما الانبیاء فلانهم احیاء فی قبورهم یصلون ویحجون کما وردت به الاخبار" .

اور اولیاء کی کرامات ان کی موت کے ساتھ منقطع نہیں ہوتی اور بہرحال انبیاء کرام تو وہ اپنی قبور میں زندہ ہیں، نمازیں

پڑھتے ہیں اور حج کرتے ہیں جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔

(فتویٰ فی کرامات اولیاء صفحہ 11' الشیخ الشوبری ملحق الدر السنیۃ مطبوعہ ترکی)

(۱۱) حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ المعروف بہ غوث اعظم فرماتے ہیں:

"الانبياء والاولياء يصلون فی قبورهم كما يصلون فی بيوتهم" ۔

انبیاء واولیاء اپنی قبروں میں اسی طرح نماز پڑھتے ہیں جیسا کہ اپنے گھروں میں۔

(سر الاسرار فیما یحتاج الیہ الابرار صفحہ 104)

(۱۲) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ان الانبياء لا يموتون وانهم يصلون ويحجون قبورهم ۔

انبیاء کرام فوت نہیں ہوتے بلکہ وہ اپنی قبور میں نماز پڑھتے ہیں اور حج کرتے ہیں۔ (فیوض الحرمین صفحہ 31)

(۱۳) امام شافعی حنفی فرماتے ہیں کہ:

"ان الانبياء عليهم الصلوٰة والسلام احياء فی قبورهم" ۔

انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ (ردالمختار علی درالمختار' کتاب الجہاد' جلد 4 صفحہ 151)

(۱۴) امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"لحياته فی قبره يصلی فيه باذان واقامة ۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قبر میں زندہ ہیں اور اذان واقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔

(زرقانی علی المواھب جلد 6 صفحہ 169)

(۱۵) امام حسن بن عمار بن علی شرنبلالی حنفی فرماتے ہیں:

"ولما هو مقرر عند المحققين انه صلی اللّٰه عليه وسلم حيی يرزق متمتع لجميع الملاذ والعبادات غير انه حجب عن ابصار القاصرين عن شريف المقامات" ۔

اور محققین کے نزدیک یہ طے شدہ ہے کہ آپ ﷺ زندہ ہیں اور آپ کو رزق دیا جاتا ہے اور آپ عبادات سے لطف اُٹھاتے ہیں' ہاں! یہ بات ہے کہ وہ ان آنکھوں سے پردے میں ہیں جو ان مقدس مقامات تک پہنچنے سے قاصر ہیں۔

(نور الایضاح صفحہ 189' مکتبہ امدادیہ ملتان)

(۱۶) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے شیخ حضرت امام نجم الدین الغیطی فرماتے ہیں کہ:

"بانهم كالشهداء بل افضل منهم احياء فى قبورهم يصلون ويحجون كما ورد فى الحديث الآخر" ۔

بے شک وہ (انبیاء کرام) شہداء کی طرح ہیں بلکہ ان سے بہت افضل ہیں' اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں اور حج کرتے ہیں جیسا کہ دوسری حدیث میں وارد ہے۔ (المعراج الکبیر صفحہ 67)

(۱۷) شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

انبیاء کرام علیہم السلام قبور میں نماز پڑھتے ہیں' یہ تو آپ نے سنا ہی ہوگا اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج کی رات جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر گزرے تو آپ نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نماز پڑھ رہے تھے۔

(مکتوبات دفتر دوم' مکتوب: 16' صفحہ 43)

اولیاء کرام کی حیاتِ برزخی پر آئمہ کرام و بزرگانِ دین کی تصریحات

(۱) ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ولذا قيل اولياء الله لا يموتون ولكن ينتقلون من دار الى دار" ۔

اسی لیے کہا جاتا ہے کہ اولیاء کرام مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر تشریف لے جاتے ہیں۔

(مرقات المفاتیح' باب الجمعہ' جلد 5 صفحہ 39)

اسی طرح ملا علیٰ قاری رحمۃ اللہ علیہ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

میں کہتا ہوں: "أن الانبياء لايموتون" یعنی انبیاء علیہم السلام مرتے نہیں۔

"بل ينتقلون من دار الفناء الى دار البقاء" بلکہ دار الفناء (جہانِ فانی) سے دار البقاء (آخرت) کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔ (مرقات المفاتیح' باب فی المعراج' جلد 9 صفحہ 82)

(۲) امام ابو حفص عمر بن علی ابن عادل الدمشقی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"المؤمنون لا يموتون بل ينقلون من دار الى دار" ۔

مؤمنین مرتے نہیں ہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔

(اللباب فی علوم الکتاب' تفسیر سورۃ العنکبوت جلد 5 صفحہ 370)

(۳) امام ابوعبداللہ محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین التیمی الرازی فرماتے ہیں:

"اولیاء اللّٰہ لا یموتون ولکن ینقلون من دار الٰی دار" ۔

اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔

(تفسیر مفاتیح الغیب' تفسیر سورۃ آل عمران' تحت آیت: 169' جلد 3 صفحہ 469)

(۴) امام نظام الدین الحسن بن محمد بن حسین القمی النیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"فان اولیاء اللّٰہ لا یموتون ولکن ینقلون من دار الٰی دار ۔

کیونکہ اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر تشریف لے جاتے ہیں۔

(تفسیر غرائب القرآن' تفسیر سورۃ العنکبوت' آیت: 42' جلد 6 صفحہ 194)

(۵) امام اسماعیل حقی بن مصطفیٰ الحنفی الخلوتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"لان المؤمنین الکاملین لا یموتون بل ینقلون من دار الی دار" ۔

کیونکہ مؤمنین کاملین مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔

(تفسیر روح البیان' تفسیر سورۃ الزخرف' جلد 8 صفحہ 303)

(۶) امام محمد علی الصابونی فرماتے ہیں:

"قال العلماء لیس الموت فناء وانقطاعا بالکلیۃ عن الحیاۃ وانما ھو انتقال من دار الٰی دار" ۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ موت کُلّی طور پر انقطاع اور فناء (حیات سے) کا نام نہیں بلکہ وہ ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہونے کا نام ہے۔ (صفوۃ التفاسیر' سورۃ الملک' جلد 3 صفحہ 377)

(۷) شیخ عبدالرحمٰن بن محمد القماش فرماتے ہیں:

"اولیاء اللّٰہ لا یموتون ولکن ینقلون من دار الٰی دار" ۔ (تفسیر مراح لبید' تفسیر سورۃ النمل' جلد 4 صفحہ 91)

(۸) امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ' رسالہ قشیریہ میں ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں کہ:

حضرت ابوسعید خزاز قدس سرہ الممتاز فرماتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ میں تھا' باب بنی شیبہ پر ایک جوان مردہ پڑا پایا'

جب میں نے اُس کی طرف نظر کی، مجھے دیکھ کر مسکرایا اور کہا:

"یا ابا سعید أما علمت أن الاحباء أحیاء و ان ماتوا و انما ینقلون من دار الٰی دار" .

اے ابوسعید! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ کے پیارے زندہ ہیں، اگرچہ مر جائیں، وہ تو یہی ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہوتے ہیں۔ (رسالہ القشیریہ، باب الخروج من الدنیا صفحہ **140**)

(۹) امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ اسی طرح ایک اور واقعہ نقل فرماتے ہیں کہ:

حضرت سیدی ابوعلی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک فقیر کو قبر میں اتارا، جب کفن کھولا اور ان کا سر خاک پر رکھ دیا کہ اللہ اُن کے حال پر رحم فرمائے، اُس فقیر نے آنکھیں کھول دیں اور مجھ سے فرمایا: اے ابوعلی! مجھے اُس کے سامنے ذلیل کرتے ہو جو میرے ناز اُٹھاتا ہے۔ میں نے کہا: اے میرے سردار! کیا موت کے بعد زندگی؟ فرمایا:

"بلی انا حیی و کل محب اللّٰه حیی" .

ہاں! میں زندہ ہوں اور خدا کا ہر پیارہ زندہ ہے۔ (الرسالۃ القشیریہ، باب الخروج من الدنیا، صفحہ **41**)

(۱۰) حضرت بلال بن سعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"یا اھل الخلود و یا اھل البقاء انکم لم تخلقوا للفناء و انما خلقتم للخلود و الابد و لکنکم تنقلون من دار الٰی دار" .

اے ہمیشگی والو! اے بقاء والو! تم فناء ہونے کیلئے تخلیق نہیں ہوئے بلکہ دوام و ہمیشگی کیلئے بنے ہو، ہاں! ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے جاتے ہو۔ (حلیۃ الاولیاء لابی نعیم، ذکر بلال بن سعد جلد **3** صفحہ **229**) (سیر اعلام النبلاء للذہبی، ترجمہ بلال بن سعد، جلد **5** صفحہ **91**) (تہذیب الکمال للمزی، من اسمہ بلال بن سعد، جلد **4** صفحہ **294**)

زیر بحث حدیث مبارکہ پر اعتراضات کے جوابات

اعتراض نمبر:۱

صحاح ستہ کی کسی کتاب کو یہ شرف حاصل نہیں کہ اس حدیث کے زیور سے آراستہ ہوتی، اگر یہ شرف حاصل ہوا ہے تو چوتھی صدی کے صرف اور صرف ایک محدث جس کا نام احمد بن علی ابویعلیٰ موصلی ہے جس کی کتاب طبقہ ثالثہ میں شمار ہوتی ہے۔ (ندائے حق، مؤلفہ: جلد **2** صفحہ **19**)

الجواب: کسی حدیث مبارکہ کا صحاح ستہ میں ہونا اُس کی صحت کو مستلزم نہیں ہوا کرتا اور نہ ہی صحاح ستہ کے علاوہ کتب احادیث ضعف وموضوعیت احادیث سے مکمل طور پر بھری پڑی ہیں' حدیث کی صحت کیلئے محدثین کرام نے جو اصول وضع فرمائے ہیں' اُن اصولوں وضوابط کی روشنی میں احادیث پر صحت کا حکم لگایا جاتا ہے۔ حدیث صحیح کی تعریف محدثین کرام نے کچھ یوں بیان فرمائی ہے:

''اَمـا الـحـديـث الـصـحـيـح فهو الحديث المسند الذی يتصل اسناده بنقل العدل الضابط عن العدل الضابط الی منتهاه ولا يكون شاذا ولا معللا'' .

یعنی صحیح حدیث اُس مسند حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند عادل وضابط راویوں کی سند کے ساتھ آخر تک متصل ہو اور شاذ ومعلول نہ ہو۔ (مقدمہ ابن الصلاح' النوع الاوّل من انواع علوم الحدیث معرفۃ الصحیح من الحدیث' صفحہ 11)

(۲) اسی طرح امام اسمٰعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی (المتوفی 774 ہجری) نے اختصار علوم الحدیث (تعریف الحدیث الصحیح' صفحہ 3) پر حافظ ابن صلاح کی اسی تعریف کو نقل فرمایا ہے۔

مذکورہ بالا شرائط پر پوری اُترنے والی حدیث مبارکہ صحیح کہلائے گی نا کہ صحاح ستہ میں شامل ہونے کی بناء پر۔

مسند ابویعلیٰ کا طبقہ ثالثہ میں ہونا

یاد رہے کہ احادیث مبارکہ کا کتب طبقہ ثالثہ ورابعہ سے ہونا مستلزم ضعف نہیں ہوا کرتا' مذکورہ بالا طبقاتی تقسیم سے خود شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی مکمل اتفاق نہیں' چہ جائیکہ اس قانون کو علی الاطلاق تسلیم کیا جائے۔

ثانیاً: خود شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تصانیف خطیب بغدادی اور امام ابونعیم اصبہانی کو طبقہ رابعہ میں شمار فرمایا ہے اور پھر آپ خود ہی اپنی تصنیف بستان المحدثین میں کچھ یوں رقمطراز ہیں:

''از نوادر کتب او کتاب حلیۃ الاولیاء ست کہ نظیر آں در اسلام تصنیف نشدہ''۔

یعنی ان کی تصانیف میں سے حلیۃ الاولیاء ایسے نوادرات میں سے جس کی مثل اسلام میں آج تک کوئی تصنیف نہ ہوئی۔ (بستان المحدثین مع اُردو ترجمہ' متخرج علی صحیح مسلم' مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی' کراچی' صفحہ 115)

اور پھر خود ہی خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کتاب کا تعارف یوں کرواتے ہیں کہ ''کتاب اقتضاء العلم والعمل از تصانیف خطیب است بسیار خوب کتابے است در باب خود''۔

خطیب بغدادی کی کتاب میں اقتضاء العلم والعمل اپنے فن میں بہت سی خوبیوں کی حامل ہے۔

(بستان المحدثین مع اُردو ترجمہ' کتاب اقتضاء العلم والعمل للخطیب' مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی' کراچی' صفحہ **169**)

معلوم ہوا کہ اپنی اس طبقاتی تقسیم سے مطلقاً شاہ صاحب کو بھی اتفاق نہیں ہے' خود امام ابونعیم کی حلیۃ الاولیاء کو بے مثل نوادرات سے تعبیر کرنا اور خطیب بغدادی کی کتاب اقتضاء العلم والعمل کو بہت سی خوبیوں وفوائد کا حامل قرار دینا ہمارے دعویٰ پر بیّن دلائل ہیں۔

ثالثاً: شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خود تصانیف امام حاکم کو بھی طبقہ رابعہ میں شمار فرمایا ہے جبکہ مستدرک میں امام حاکم نے کئی احادیث مبارکہ کو صحیح بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح فرمایا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ امام ذہبی نے بھی اُن سے موافقت فرمائی ہے۔ ملاحظہ ہو (مستدرک للحاکم' کتاب الایمان' جلد **1** صفحہ **46**' تحت رقم الحدیث:**9**) (مستدرک للحاکم' کتاب الایمان' جلد **1** صفحہ **51**' تحت رقم الحدیث:**17**) (مستدرک للحاکم' کتاب العلم' جلد **1** صفحہ **119**' تحت رقم الحدیث:**294**) (مستدرک للحاکم' کتاب الطہارۃ' جلد **1** صفحہ **185**' تحت رقم الحدیث:**456**) (مستدرک للحاکم' باب فی مواقیت الصلاۃ' جلد **1** صفحہ **672**' تحت رقم الحدیث:**672**)

اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ہی بستان المحدثین میں مرقوم ہیں کہ:

انصاف یہ ہے کہ مستدرک میں اکثر احادیث ان دونوں بزرگوں (بخاری ومسلم) یا ان میں سے کسی ایک کے شرائط پر ہیں لیکن ظن غالب یہ ہے کہ تقریباً نصف کتاب اسی قبیل سے اور تقریباً اس کا ایک چوتھائی ایسا ہے کہ بظاہر ان کی اسناد صحیح ہیں لیکن شیخین کی شرائط پر نہیں اور باقی چوتھائی واہیات مناکیر بلکہ بعض موضوعات بھی ہیں۔

(بستان المحدثین مع اُردو ترجمہ' مستدرک میں احادیث موضوع کا اندراج' صفحہ **112**)

مذکورہ بالا تحقیق خود شاہد ہے کہ شاہ صاحب کا یہ طبقاتی تقسیم کا قاعدہ علی الاطلاق انہیں خود مسلم نہیں' چہ جائیکہ محدثین کرام کے منہج پر ثابت ہو جانے والی احادیث کو محض اس طبقاتی تقسیم کی آڑ لے کر جھٹلا دیا جائے اور یہ بات بھی یاد رہے کہ اس طبقاتی تقسیم کے موجد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ہیں جبکہ ماہرین نقد ورجال ومحدثین کرام کے ہاں حدیث مبارکہ کو منہج محدثین پر قبول وارد کیا جاتا ہے نہ کہ طبقاتی تقسیم کی بناء پر کسی بھی حدیث مبارکہ کو اپنے عقیدے کے خلاف دیکھ کر اس تقسیم کی آڑ میں جھٹلایا جاتا ہے۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

"اذا صح حديث النبی خلاف قولی فاعملوا بالحديث ودعوا قولی فهو مذهبی" ۔

جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی حدیث صحیح میرے قول کے خلاف ثابت ہو جائے تو اُس پر عمل کرو اور میرا قول چھوڑ دو وہی (حدیث) میرا مذہب ہے۔ (مرقات المفاتیح' کتاب اللباس' جلد 8 صفحہ 70)

اسی طرح امام شافعی کا یہ قول "شرح مسلم للنووی' باب النھی عن لبس الرجل" جلد 7 صفحہ 55 پر بھی موجود ہے۔

آئمہ کرام اپنی رائے اور قول پر احادیث مبارکہ کو ترجیح دیا کرتے تھے اور ایک یہ مقام ہے کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے اقوال کی زد میں ہزاروں احادیث مبارکہ کو جھٹلایا جا رہا ہے۔

اعتراض نمبر:۲

اس حدیث مبارکہ کے ایک راوی "ازرق بن علی ابوالجہم" صدوق یغرب ہیں' یعنی راوی تو سچے مگر غریب حدیثیں لاتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو: ندائے حق صفحہ 19' جلد دوم) (آئینہ تسکین الصدور صفحہ 45)

الجواب: اصولِ حدیث کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ غرابت' حدیث کی صحت کے منافی نہیں ہوا کرتی جیسا کہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

أن الغرابة لاتنا فی الصحة ويجوز أن يكون الحديث صحيحًا غريبًا ۔

بلاشبہ غرابت صحت کے منافی نہیں ہے اور جائز ہے کہ حدیث صحیح غریب ہو۔ (مقدمہ مشکوٰۃ صفحہ 6)

ثانیاً: اگر بالفرض "صدوق یغرب" کے الفاظ جرح میں شمار ہوتے ہیں تو مندرجہ ذیل راویوں کے متعلق کیا حکم لگایا جائے گا:

(۱) مسکین بن بکیر الحرانی:

"صدوق يغرب"۔ (الکاشف للذہبی جلد 1 صفحہ 103' رقم: 5404)

یاد رہے کہ مذکورہ بالا راوی صحیح بخاری و مسلم' سنن نسائی اور سنن ابوداؤد کے رجال سے ہے۔

(۲) أزهر بن جميل بن جناح الہاشمی:

"صدوق يغرب"۔ (تقریب التہذیب جلد 1 صفحہ 72' رقم: 303)

مذکورہ بالا راوی سے احادیث صحیح بخاری، سنن ابوداؤد اور سنن نسائی میں موجود ہیں۔

(۳) سلمۃ بن رجاء التیمی: ''صدوق یغرب''۔ (تقریب التہذیب جلد 1 صفحہ 374)

یہ راوی بھی صحیح بخاری، ترمذی اور ابن ماجہ کے رجال میں سے ہے۔

(۴) اگر مان بھی لیا جائے کہ راوی کا غریب ہونا (یعنی متفرد) ثقاہت کے منافی ہے تو مندرجہ ذیل رجال پر کیا حکم لگایا جائے گا:

(۱) العلاء بن صالح:

''ثقہ یغرب''۔ (الکاشف للذہبی جلد 1 صفحہ 39، رقم: 4334)

(۲) محمد بن مصفی الحمصی:

''ثقہ یغرب''۔ (الکاشف للذہبی جلد 1 صفحہ 88، رقم: 5157)

(۳) یحییٰ بن سعید بن أبان:

''ثقہ یغرب''۔ (الکاشف للذہبی جلد 1 صفحہ 146، رقم: 6172)

(۴) اسحاق بن فرات تجیبی قاضی مصر:

''ثقہ یغرب''۔ (الکاشف للذہبی جلد 2 صفحہ 21، رقم: 315)

(۵) ابراہیم بن سوید:

''ثقہ یغرب''۔ (تقریب التہذیب جلد 1 صفحہ 55، رقم: 183)

(۶) ابراہیم بن طہمان:

''ثقہ یغرب''۔ (تقریب التہذیب جلد 1 صفحہ 56، رقم: 189)

ثالثاً: بالفرض محال اگر ''صدوق یغرب'' کو جرح مان بھی لیا جائے تو امام ابونعیم الاصبہانی نے اس روایت کو ''تاریخ اصبہان'' میں بھی نقل فرمایا ہے جس کی سند میں ''ازرق بن علی'' کا متابع عبداللہ بن محمد بن یحییٰ بن أبی بکیر موجود ہے، ملاحظہ ہو:

حدثنا علی بن محمود ثنا عبد اللّٰه بن ابراهیم بن الصباح ثنا عبد اللّٰه بن محمد بن أبی بکیر ثنا یحییٰ

بن أبي بكير ثنا المستلم بن سعيد عن حجاج عن ثابت البناني عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الانبياء احياء في قبورهم يصلون ـ

(تاریخ اصبہان لابی نعیم، ترجمہ: عبداللہ بن ابراہیم بن الصباح المقری، صفحہ 225)

یادرہے "ازرق بن علی" کا متابع "عبداللہ بن محمد بن یحییٰ بن اَبی بکیر" ثقہ ہے جیسا کہ امام ابن حبان نے ان کا ذکر اپنی کتاب الثقات میں فرمایا، ملاحظہ ہو: کتاب الثقات لابن حبان جلد 7 صفحہ 141، رقم: 13897۔

(۲) امام خطیب بغدادی فرماتے ہیں:

"و کان ثقه" ـ (تاریخ بغدادی من اسمہ عبداللہ بن محمد بن یحییٰ، جلد 2 صفحہ 97)

(۳) امام ابونعیم الاصبہانی فرماتے ہیں:

"و کان صدوقا" ـ (طبقات المحدثین باصبہان، صفحہ 129، رقم: 208)

(۴) شیخ شعیب الارنؤوط "محقق صحیح ابن حبان" نے مذکورہ بالا راوی سے مروی ایک حدیث مبارکہ کے متعلق لکھا:

"اسناده صحيح" ـ (صحیح ابن حبان، باب: صلاۃ الجمعہ، تحت رقم الحدیث: 2810)

اعتراض نمبر:۳

اس حدیث کا ایک راوی مستلم بن سعید ثقہ ہونے کے ساتھ ساتھ وہم کا شکار بھی ہو جاتا ہے۔

(اقامۃ البرہان صفحہ 251)

الجواب: اس سے پہلے کہ معترضین کے سوالات کے جوابات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ پیش کیا جائے، سب سے پہلے امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریب التہذیب سے عبارت پیش خدمت ہے، جس کی وجہ سے مستلم بن سعید پر اعتراضات وارد کرتے ہیں:

"مستلم بن سعيد الثقفي الواسطي صدوق عابد ربما وهم" ـ (تقریب التہذیب جلد 1 صفحہ 450)

یہ بات یادرہے کہ "ربما وهم" کے الفاظ یا اس کے مترادف الفاظ "له اوهام" یا "اويهم" کے الفاظ کو جرح کے الفاظ میں شمار کرنا معترضین کی علم جرح وتعدیل سے نابلدی ہے، کسی بھی فن جرح وتعدیل کے امام "ربما وهم" کے الفاظ کو "جرح" میں شمار نہیں فرمایا، خود حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں "ربما وهم" سے

راوی کی ثقاہت پر کوئی حرج نہیں پڑتا۔تقریب التہذیب کے مندرجہ ذیل رات کے تراجم میں ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

(۱) الحسین بن ذکوان:

''ثقه ربما وهم''۔(تقریب التہذیب جلد 1 صفحہ 213)

(۲) حفص بن میسرۃ العقیلی:

''ثقه ربما وهم''۔(تقریب التہذیب جلد 1 صفحہ 227)

(۳) الحکم بن عبداللہ بن خطاف:

''ثقه ربما وهم''۔(تقریب التہذیب جلد 1 صفحہ 229)

(۴) سہل بن بکار بن بشر:

''ثقه ربما وهم''۔(تقریب التہذیب جلد 1 صفحہ 396)

(۵) ہمام بن یحییٰ بن دینار:

''ثقه ربما وهم''۔(تقریب التہذیب جلد 2 صفحہ 117)

ثانیاً: بالفرض یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ ''له اوهام'' کے الفاظ جرح ثابت کرنے کیلئے کافی ہیں تو ''امام حماد بن ابی سلیمان'' جو کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے شیوخ میں سے ہیں' اُن کے متعلق امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ:

''حماد بن أبی سلیمان مسلم الاشعری مولاهم أبو اسماعیل الکوفی فقیه صدوق له اوهام''۔

(تقریب التہذیب جلد 1 صفحہ 236' رقم:1505)

ثالثاً: بالفرض یہ الفاظ جرح میں شمار ہو بھی جائیں تو جمہور محدثین سے مستلم بن سعید کی توثیق نقل کر دی گئی ہے' لہٰذا ترجیح جمہور کے قول ہی کو ہوگی۔

اعتراض نمبر:۴

امام ذہبی نے ''حجاج الاسود'' کو مجہول کہا ہے۔(آئینہ تسکین الصدور صفحہ 41)

الجواب: امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''حجاج الاسود'' کو میزان الاعتدال (جلد 1 صفحہ 305' رقم:1727) میں مجہول فرمایا

ہے جبکہ تلخیص المستدرک جو کہ امام ذہبی نے میزان الاعتدال کے بعد لکھی' اُس میں خود ''حجاج بن الاسود'' سے مروی حدیث مبارکہ کو ''صحیح'' فرمایا ہے' ملاحظہ ہو (تلخیص المستدرک' کتاب الرقاق' جلد **4** صفحہ **368**' تحت رقم الحدیث: **7947**) لہٰذا امام ذہبی کے اپنے قول ہی سے ''حجاج بن الاسود'' کی توثیق ثابت ہے۔ یاد رہے کہ امام شمس الدین ذہبی کی کتاب ''میزان الاعتدال'' اور تلخیص المستدرک میں دو متضاد اقوال جب پائیں جائیں تو ترجیح ''تلخیص المستدرک'' میں موجود امام ذہبی کے قول ہی کو ہوگی' ملاحظہ ہو (لسان المیزان ترجمہ الحارث بن محمد بن ابی اسامۃ جلد **2** صفحہ **157**' رقم: **692**) لہٰذا امام ذہبی کا جرح کرنا ساقط ہو جائے گا' مزید برآں امام ذہبی خود ہی حجاج بن الاسود کے متعلق ''سیر اعلام النبلاء'' میں فرماتے ہیں:

حدث عن شهر وابى نضرة وجماعة بصرى صدوق روى عنه جعفر بن سليمان وعيسىٰ بن يونس وروح وكان من الصلحاء وثقه ابن معين . (سیر اعلام النبلاء للذہبی جلد **7** صفحہ **76**' رقم: **30**)

مذکورہ بالا حوالہ اس امر پر شاہد ہے کہ خود ذہبی رحمۃ اللہ علیہ سے ''حجاج بن الاسود'' کی ثقاہت ثابت ہے' لہٰذا میزان الاعتدال کا حوالہ پیش کرنا کسی صورت مضر نہیں ہے۔

ثانیاً: گزشتہ اوراق میں **13** علماء ومحدثین کے حوالہ جات سے ''حجاج الاسود'' کی توثیق نقل کر دی گئی ہے' لہٰذا جہالت کا اعتراض خود بخود رفع ہو گیا' یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ ''حجاج بن أبي زیاد الاسود'' کا تذکرہ امام بخاری نے تاریخ کبیر (جلد **2** صفحہ **142**' رقم: **2819**) میں بھی کیا لیکن جرح نہیں فرمائی اور مکمل سکوت اختیار فرمایا۔

ثالثاً: جب کسی مجہول راوی سے دو یا دو سے زیادہ ثقہ راوی روایت کریں تو اُس کی جہالت (مجہول) رفع ہو جاتی ہے۔ امام شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ میزان الاعتدال میں ایک راوی ''الولید بن محمد بن صالح'' جن کو مجہول کہا گیا ہے' اُن سے جہالت کا اعتراض یوں رفع فرماتے ہیں کہ:

قلت قد روى عنه أبو أمية الطرسوسى' وأبو بكر الاعين' فارتفعت الجهالة" .

میں کہتا ہوں: اُن سے ابوامیہ الطرسوسی اور ابوبکر الاعین نے روایت لی ہے' پس اُن کی جہالت رفع ہو جائے گی۔

(میزان الاعتدال' ترجمہ الولید بن محمد بن صالح الایلی' جلد **3** صفحہ **227**' رقم: **9401**)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی حجاج بن الاسود پر جرح اُن کے اپنے ہی مذکورہ بالا قاعدہ کی روشنی میں ختم ہو جائے گی کیونکہ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

وعنه جرير بن حازم وحماد بن سلمة وروح بن عبادة وآخرون ۔

حجاج بن الاسود سے جریر بن حازم' حماد بن سلمۃ' روح بن عبادہ اور دیگر حضرات روایت کرتے ہیں۔

(لسان المیزان' جلد 2 صفحہ 128' رقم: 787)

رابعاً: جب محدثین کرام کسی راوی کی توثیق فرما دیں تو راوی پر جہالت کا اعتراض رفع ہو جایا کرتا ہے جیسا کہ امام نورالدین علی بن اَبی الہیثمی ایک مقام پر مجمع الزوائد میں رقمطراز ہیں کہ:

"والراوى ثقة من رجال الصحيح فارتفعت الجهالة" ۔

(مجمع الزوائد' باب: سقی الماء' جلد 3 صفحہ 321' تحت رقم الحدیث: 4724)

حجاج بن الاسود کی توثیق کرنے والے محدثین ملاحظہ ہوں:

(۱) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ثقه" ۔

(۲) امام یحیٰی بن معین فرماتے ہیں:

"ثقه" ۔(العلل ومعرفۃ الرجال لاحمد جلد 2 صفحہ 287' رقم: 3892)

(۳) امام ابوداوٗد فرماتے ہیں:

"ثقه" ۔(سؤالات ابی عبداللہ الآجری جلد 1 صفحہ 427' رقم: 887)

(۴) امام ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تاریخ اسماء الثقات" میں ذکر فرمایا۔

(تاریخ اسماء الثقات لابن شاہین' صفحہ 12' رقم: 255)

(۵) امام ابن حبان نے اپنی کتاب الثقات میں تذکرہ فرمایا۔

(کتاب الثقات لابن حبان' جلد 5 صفحہ 60' رقم: 7370)

لہٰذا ثابت ہوا کہ حجاج بن الاسود پر جہالت (مجہول ہونا) والا اعتراض ہی باطل ہے' جس کی اصول وضوابط ومنہج محدثین پر کوئی حیثیت نہیں ہے۔(اللہ ورسولہٗ اعلم بالصواب!)

اعتراض نمبر:۵

امام شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث حدیث مبارکہ کو''خبر منکر'' کہا ہے' ملاحظہ ہو!

(میزان الاعتدال جلد **1** صفحہ **305**' ترجمہ: حجاج بن الاسود' رقم: **1727**)

الجواب: یاد رہے کہ بعض لوگوں کے زعم کے مطابق یہ ایک قوی اعتراض ہے' اس اعتراض کے جوابات مندرجہ ذیل ہیں:

سب سے پہلے قارئین''منکر'' کی تعریف جان لیں کہ منکر کا اطلاق محدثین کرام کس کس اثر پر کیا کرتے ہیں' حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''المنكر وهو كالشاذ ان خالف راوية الثقات فمنكر مردود وكذا ان لم يكن عدلا ضابطًا وان لم يخالف فمنكر مردود واما ان كان الذى تفرد به عدل ضابط حافظ قبل شرعا ولا يقال له منكر وان قيل له ذلك لغة'' .

منکر یہ شاذ کی طرح مردود ہوتی ہے' اگر اس کا (ضعیف) راوی ثقہ راویوں کی مخالفت کرے تو منکر مردود ہوتی ہے اور اسی طرح اگر راوی عادل ضابط نہ ہو اور ثقہ راویوں کی مخالفت نہ کرے تو منکر مردود ہوتی ہے' اگر تفرد کرنے والا راوی عادل ضابط حافظ ہو تو شرعاً یہ مقبول روایت ہے' اسے منکر نہیں کہا جاتا' اگرچہ لغوی طور پر اسے منکر کہا جاتا ہے۔

(اختصار علوم الحدیث' النوع الرابع عشر المنکر' صفحہ **28**)

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق ثقات کے تفردات پر بھی لغوی طور پر منکر کا اطلاق ہوتا ہے اور فریق مخالف کی اپنی تصریح کے مطابق اگر دیکھا جائے تو یہ امکان زیادہ قوی نظر آتا ہے کہ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے محض تفرد روات کے باعث اسے لغوی طور پر منکر کہا ہو۔

اوّلاً: علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے قول میں اس حدیث مبارکہ کو خبر منکر کہنے کی تصریح بھی موجود ہے' علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''ما روى عنه فيما أعلم سوى مستلم بن سعيد'' .

ہماری دانست کے مطابق مستلم بن سعید کے بغیر ان سے کسی نے روایت نہیں کی۔

(میزان الاعتدال جلد 1 صفحہ 305، رقم: 1727)

لہٰذا ثابت ہوا کہ یہاں پر خبر منکر کہنا علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے لغوی طور پر ہوگا، اس کے علاوہ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"قلت المنکر اطلقه احمد بن حنبل و جماعة علی الحديث الفرد الذی لا متابع له" ۔

میں کہتا ہوں کہ امام احمد اور جماعت (محدثین) ایسی حدیث جن کا کوئی متابع نہ ہو، پر بھی منکر کا اطلاق کرتے ہیں۔

(مقدمہ فتح الباری، ترجمہ: محمد بن ابراہیم الحارث، جلد 1 صفحہ 473)

اسی طرح شیخ عبدالغنی بن احمد جبر مزھر فرماتے ہیں:

"قد يطلقون المنکر علی الحديث الفرد ولو کان رواية مقبولا وهذا اصطلاح بعض المتقدمين" ۔

(اصول التصحیح والتضعیف صفحہ 2)

شیخ عبدالعزیز بن محمد العبداللطیف فرماتے ہیں کہ:

"وأن الامام احمد و جماعة من المحدثين يطلقون المنکر علی الحديث الفرد الذی لا متابع له" ۔

(ضوابط الجرح والتعدیل صفحہ 99)

یعنی متابعت نہ ہونے پر بھی محدثین منکر کا اطلاق کر دیا کرتے ہیں، بالفرض یہ امر تسلیم کر بھی لیا جائے کہ "خبر منکر" جرح ہے تو بھی فریق مخالف کو سودمند نہیں ہے کیونکہ منار اور پھر اُس کی شرح نور الانوار میں ہے کہ:

"(والطعن المبهم من ايمة الحديث لا يجرح الراوی) عندنا بان بقول هذا الحديث مجروح او منکر او نحوهما فيعمل به" ۔

اگر آئمہ حدیث کی جانب سے مبہم طعن ہو تو راوی کی عدالت پر جرح نہ ہوگی، مثلاً یہ کہا جائے کہ یہ حدیث مجروح یا منکر یا اسی جیسے جروحات۔ (نور الانوار بحث الطعن المبہم والمفسر، صفحہ 204)

جب "حدیث منکر" کی جرح عند الاحناف جرح مبہم ہے تو فریق مخالف کا اس خبر پر منکر کا طعن کوئی فائدہ مند نہیں ہے کیونکہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ جرح مبہم قابل قبول نہیں ہوا کرتی، ملاحظہ ہو: تصریحات آئمہ و محدثین کرام اس ضمن میں مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) امام نووی فرماتے ہیں کہ:

"لا يقبل الجرح اطلا مفسرا مبين السبب" ۔ (شرح صحیح مسلم جلد **1** صفحہ **25**)

(۲) اسی طرح امام عینی فرماتے ہیں کہ:

"الجرح المبهم غير مقبول عند الحذاق من الاصوليين" ۔ (البنایۃ شرح الہدایۃ فی بحث شعر المیتۃ جلد **1** صفحہ **234**)

(۳) شیخ محمد بن صالح العثیمین فرماتے ہیں کہ:

"فلا يقبل الجرح المبهم" ۔ (علم مصطلح الحدیث بحث الجرح والتعدیل صفحہ **26**)

ثانیاً: بالفرض "منکر" کو ہم جرح تسلیم کر بھی لیں تو بھی فریق مخالف کیلئے یہ امر انتہائی مشکل اور دشوار ہے کہ محدثین کرام نے جو تعریف "منکر" (ضعیف حدیث) کی بیان فرمائی ہے زیر بحث حدیث مبارکہ ان شرائط پر پوری اُترتی ہو امام مسلم رضی اللہ عنہ منکر کی تعریف کچھ یوں بیان فرماتے ہیں کہ:

"وعلامة المنكر فى حديث المحدث اذا ما عرضت روايته للحديث علىٰ رواية غيره من اهل الحفظ والرضىٰ خالفت روايته روايتهم او لم تكد نوافقها فاذا كان الاغلب من حديثه كذلك كان مهجور الحديث غير مقبوله ولا مستعمله" ۔

حدیث بیان کرنے والے کی حدیث کے منکر ہونے کی علامت یہ ہے کہ جب اس کی حدیث دوسرے اہل حفظ اور پسندیدہ راویوں کی حدیث پر پیش کی جائے تو اس کی روایت ان کی روایت کے مخالف ہو یا ممکن ہی نہ ہو کہ اُس کی روایت اُن کی روایت کے موافق ہو سکے جب اس کی حدیث پر یہ اغلب ہو تو اس کی حدیث متروک اور غیر مقبول ہوگی۔

(مقدمہ صحیح مسلم جلد **1** صفحہ **3**)

اگر امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف "منکر" کو مدنظر رکھا جائے تو کسی طرح بھی فریق مخالف زیر بحث حدیث مبارکہ پر منکر کا اطلاق ثابت نہیں کر سکتا بلکہ حد تواتر تک پہنچ جانے والی حدیث "مررت علىٰ موسىٰ وهو يصلي في قبره" یعنی میں موسیٰ علیہ السلام (کی قبر) کے پاس سے گزرا وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

(صحیح مسلم باب من فضائل موسیٰ جلد **2** صفحہ **411** رقم: **6308**)

اس کی مکمل تائید کرتی ہے جیسا کہ امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ:

"وشاهدًا لحديث الاوّل ما ثبت فى صحيح مسلم من رواية حماد بن سلمة" .

پہلی حدیث (زیر بحث حدیث مبارکہ) کا شاہد و مؤید وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں حماد بن سلمہ کی سند سے ہے۔

(القول البدیع صفحہ 168)

اسی طرح امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ولحیاۃ الانبیاء بعد موتھم صلوات اللّٰہ علیھم شواھد من الاحادیث الصحیحۃ منھا..... ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لیلۃ الاسری بہ مر علٰی موسٰی علیہ السلام وھو یصلی فی قبرہ" .

اور انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات بعداز وفات پر صحیح احادیث میں سے شواہد موجود ہیں' ان میں سے وہ حدیث ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزرے تو وہ اپنی قبر میں نماز ادا کر رہے تھے۔

(حیاۃ الانبیاء للبیہقی صفحہ 6' تحت رقم الحدیث: 5)

دوسرا یہ کہ منکر وہ روایت ہوتی ہے کہ جس میں کوئی ضعیف راوی ثقہ راویوں کے خلاف روایت کرے یا پھر بقول بعض کوئی ثقہ راوی اپنے سے اوثق راوی کی مخالفت کرے جبکہ اس حدیث میں تمام رجال ثقات ہیں کوئی ضعیف راوی موجود نہیں کہ وہ ثقہ کی مخالفت کر رہا ہو اور نہ ہی ثقہ کسی اوثق کی مخالت کر رہا ہے بلکہ امام بیہقی اور امام سخاوی کی تصریحات سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ صحیح میں موجود اس حدیث مبارکہ کی مؤید اور شواہدات میں سے ہے تو تحقیق کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ فریق مخالف کا اسے منکر قرار دینا باطل ہے۔

اشکال

ممکن ہے یہاں پر یہ اشکال بھی وارد ہو سکتا ہے کہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث مبارکہ کو "حجاج بن الاسود" کی جہالت کی وجہ سے منکر فرمایا ہے تا کہ تفردات ثقہ کی بناء پر اسے منکر قرار دیا ہے۔

الجواب: گذشتہ اوراق میں الحمد للہ "حجاج بن الاسود" کی توثیق کئی جلیل القدر محدثین کرام سے پیش کر دی گئی ہے' لہٰذا جہالت کا اعتراض رفع ہو گیا اور حدیث مبارکہ کو منکر فرمانے کی جرح بھی ختم ہو جائے گی۔

اعتراض نمبر:٦

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

لو كان موسیٰ حیًا وادرك نبوتي لا تبعني ۔ (مشکوٰۃ صفحہ 30)

یعنی اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پالیتے تو بے شک وہ میری اتباع کرتے۔

لہٰذا یہ حدیث حضرت موسیٰ علیہا السلام کی حیات کی نفی پر دال ہے۔ (ندائے حق جلد 2 صفحہ 41)

الجواب: مکمل حدیث مبارکہ ملاحظہ ہو:

"لو كان موسیٰ حيا بين اظهركم ما حل له الا ان يتبعني" ۔

اگر موسیٰ تمہارے درمیان ہوتے تو میری اتباع کے علاوہ ان کے لیے کوئی چارہ کار نہ تھا۔

(اتحاف الخیرہ للبوصیری' کتاب الایمان' جلد 1 صفحہ 248' رقم: 376) (مسند امام احمد' مسند جابر بن عبداللہ' جلد 22 صفحہ 468' رقم: 14631) (مجمع الزوائد' باب لیس لأحد مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلد 1 صفحہ 419' رقم: 810)

حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا يونس وغيره قال ثنا حماد يعني ابن زيد ثنا مجالد عن عامر الشعبي عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم............لو كان موسیٰ حيا............الخ ۔

(مسند امام احمد' مسند جابر بن عبداللہ' جلد 3 صفحہ 338' رقم: 14672)

اور امام بیہقی نے اسے شعب الایمان میں مندرجہ ذیل سے نقل فرمایا:

حدثنا ابو محمد بن يوسف الاصبهاني املاء أنا ابو سعيد احمد بن محمد بن زياد البصري بمكة ثنا الهيثم بن سهل التستري ثنا حماد بن زياد ثن مجالد بن سعيد واخبرنا احمد بن الحسن القاضي ثنا ابو علي حامد بن محمد الوفاء ثنا محمد بن شاذان الجوهري ثنا زكريا بن عدي ثنا حماد بن زيد عن مجالد عن الشعبي عن جابر قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لو كان موسیٰ حيا عليه السلام............الحديث ۔

(شعب الایمان' ذکر حدیث جمع القرآن جلد 1 صفحہ 200' رقم الحدیث: 179)

قطع نظر باقی تمام راویانِ اسناد کے قارئین کرام کی خدمت میں ''مجالد بن سعید'' جو کہ مذکورہ بالا دونوں اسناد کا مشترکہ راوی ہے' کے متعلق آئمہ نقد ورجال کی تصریحات ذیل میں پیش خدمت ہیں:

امام شمس الدین ذہبی فرماتے ہیں:

"لين فيه" ۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

"لیس بشیء" ۔

امام نسائی فرماتے ہیں:

"لیس بالقوی" ۔

امام دارقطنی فرماتے ہیں:

"ضعیف"۔

امام یحییٰ بن سعید نے (مجالد بن سعید کو) ضعیف فرمایا ہے۔

امام ابن مہدی آپ سے روایت نہیں لیتے تھے۔ (میزان الاعتدال جلد **2** صفحہ **295**' رقم: **7070**)

امام جوزجانی نے مجالد بن سعید سے مروی احادیث کو ضعیف کہا ہے۔ (احوال الرجال للجوزجانی صفحہ **12**' رقم: **126**)

امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں:

"مجالد ضعیف واهی الحدیث" ۔

امام ابوحاتم رازی فرماتے ہیں:

"لیس مجالد بقوی الحدیث" ۔ (الجرح والتعدیل جلد **6** صفحہ **362**' رقم: **14780**)

اعتراض نمبر: ۷

امام بیہقی نے اس حدیث مبارکہ کی تصحیح کہیں نہیں فرمائی۔ (ندائے حق جلد **2** صفحہ **21**)

الجواب: امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی تصحیح اگر حیاۃ الانبیاء بعد وفاتھم میں نہیں مل سکی تو ممکن ہے کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث مبارکہ کی حجت کو اپنی کسی اور کتاب میں تسلیم فرمالیا ہو' جس پر محدثین نے مطلع ہو کر اس تصحیح کو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بیان فرمادیا ہو۔

ثانیاً: بالفرض یہ امر تسلیم بھی کرلیا جائے کہ امام بیہقی سے اس حدیث مبارکہ کی تصحیح کہیں منقول نہیں تو بھی ہمارے مؤقف کیلئے نقصان دِہ نہیں ہے کیونکہ محدثین نے امام بیہقی کی تصحیح نقل کرنے کے بعد اُس سے اختلاف نہیں فرمایا جو کہ ان محدثین کے ہاں اس حدیث مبارکہ کی صحت پر دال ہے' اگر اُن محدثین کو اس حدیث مبارکہ میں کسی طرح کلام ہوتا تو وہ ضرور امام

بیہقی کی تصحیح سے اختلاف فرماتے نہ کہ موافقت میں خاموش رہتے۔

ثالثاً: جب اصول وقواعد کی روشنی میں حدیث مبارکہ بالکل صحیح ہے تو امام بیہقی کا صحت بیان فرمانا نہ فرمانا برابر ہے جیسا کہ امام زرقانی فرماتے ہیں کہ:

وجمع البیھقی کتابًا لطیفًا فی حیاۃ الانبیاء وروی فیه باسناد صحیح.

(شرح زرقانی علیٰ مؤطا مالک جلد **4** صفحہ **357**)

گزشتہ اوراق میں کثیر حوالہ جات پیش کیے جا چکے ہیں کہ علمائے اعلام نے اس حدیث مبارکہ کی صحت کو تسلیم فرمایا ہے' صرف امام بیہقی کے تصحیح نہ فرمانے سے نہ ہی ہمیں کوئی نقصان پہنچتا ہے۔

رابعاً: برسبیل تنزل یہ مان بھی لیا جائے کہ یہ حدیث مبارکہ شدید ضعیف ہے تو اس سے یہ عقیدہ کیسے ثابت ہو جائے گا۔

خامساً: اگر مجموعی طور پر حیاۃ الانبیاء کی احادیث کو بنظر انصاف دیکھا جائے تو امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق یہ آثار حد تواتر تک پہنچ چکے ہیں' آپ فرماتے ہیں:

حیاۃ النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فی قبره وهو سائر الانبیاء معلومة عندنا علما قطعیا لما قام عندنا من الادلة فی ذلك وتواترت به الاخبار الدالة علیٰ ذلك.

نبی کریم ﷺ کی اپنی قبر مبارک میں اور اسی طرح دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات ہمارے نزدیک قطعی طور پر ثابت ہے کیونکہ اس پر ہمارے نزدیک دلائل قائم ہیں اور تواتر کے ساتھ اخبار موجود ہیں جو اس پر دلالت کرتے ہیں۔

(الحاوی للفتاوی للسیوطی)

اسی طرح امام محمد بن جعفر الکتانی رحمۃ اللہ علیہ نے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نحیاۃ الانبیاء فی قبورھم کے آثار کو متواتر فرمایا ہے۔(نظم المتناثر صفحہ **126**' تحت رقم الحدیث: **115**)

جب آثار حیات الانبیاء از قبیل تواتر ہیں تو قاعدہ یہ ہے کہ:

"والموتر لا یبحث عن رجاله بل یجب العمل به من غیر بحث".

اور متواتر کے رجال سے بحث نہیں کی جاتی بلکہ بغیر بحث اس پر عمل واجب ہے۔(شرح نخبۃ الفکر صفحہ **35**)